

قوامی اور گانا بجانا



www.KitaboSunnat.com

تالیف / امام ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ (620ھ)

ترجمہ تحقیق و تعلیق / غازی عزیز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قُلْ اطِيعُوا اللّٰهَ
وَاطِيعُوا الرَّسُوْلَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربنہ

معدت البریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

قوالی اور گانا بجانا

www.KitaboSunnat.com

جسٹریٹوشی ایشیاء برائے وازالسلام پبلسٹرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز محفوظ ہیں۔
یہ کتاب یاس کا کوئی حصہ کسی بھی شکل میں ادارے کی پیشگی اور تحریری اجازت کے بغیر شائع نہیں کیا
جاسکتا۔ نیز اس کتاب سے مدد کے رسمی و بصری نسخے اوری ڈیز و فیرہ کی تیاری بھی غیر قانونی ہوگی۔



© مکتبہ دارالسلام، ۱۴۲۵ھ

فہرستہ مکتبہ الملك فهد الوطنية أثناء النشر

المقدسي، عبدالله أحمد

سماع الاغناء (اردو) / عبدالله أحمد المقدسي - الرياض، ۱۴۲۶ھ

۴۰ ص، ۲۱×۱۴ سم

ردمک: ۹۹۶۰-۷۳۲۲-۳۰-۴

۱- الغناء أ. العنوان

ديوي ۱۴۳۶/۲۰۷ ۲۹۵،۷۲

رقم الإيداع: ۱۴۲۶/۲۰۷

ردمک: ۹۹۶۰-۷۳۲۲-۳۰-۴

مصنفت: امام ابن تيمية رحمه الله

نام کتاب: تواری اور گانا بجانا

مستقیم علی: عبدالملک مجاہد

مترجم: غازی عزیز

تحقیق و تالیف: غازی عزیز

وازالسلام پبلسٹرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

سعودی عکوب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الرياض 11416 سعودی عرب

فون: 4021659 00966 1 4043432-4033962

Website: http://www.dar-us-salam.com

E-mail: riyadh@dar-us-salam.com

● طریقہ کار: الشیخ الاسلامیہ فون: 4644945 00966 1 4614483 بکس: 4644945 ● جڈہ فون: 2 6879254 00966 بکس: 6336270

● شارع السین - الملز - الرياض فون: 4735220 بکس: 4735221 ● الخبر فون: 3 8692900 00966 بکس: 8691551

● مدینہ منورہ موبائل: 0503417155

شارجہ فون: 208 5217645 5632623 00971 6 بکس: 5632624 لندن فون: 208 5202666 0044 بکس: 208 5217645

امریکہ ● برین فون: 713 7220419 001 بکس: 7220431 ● نیویارک فون: 6255925 001 718 بکس: 6251511

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شو روم)

● 36- لوزال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور فون: 7111023-7110081-7232400-7240024 0092 42 بکس: 7354072

website: www.darussalampk.com e-mail: info@darussalampk.com

● غزنی سٹیٹ، اردو بازار لاہور فون: 7120054 بکس: 7320703 ● ٹون مارکیٹ آقبال ٹاؤن لاہور فون: 7846714

● (D.C.H.S) Z-110, 111 میں طارق روڈ (بالائی بڑی پوسٹ شاہگشاں) کراچی فون: 0092-21-4393936 بکس: 4393937

قوالی اور گانا بجانا

تالیف

امام ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ

(620ء)

ترجمہ تحقیق و تطبیق

غازی عزیز



دارالسلام

کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور
کراچی • لندن • ہیوسٹن • نیویارک

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



عرض مترجم

«إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ» أما بعد:

پیش نظر کتاب ”توالی اور گانا بجانا“ ہدیہ قارئین ہے۔ یہ کتاب دراصل ان تمام امور کے متعلق شیخ الاسلام امام الکبیر علامہ موفق الدین ابی محمد عبد اللہ ابن احمد بن محمد المقدسی دمشقی الحسینی المعروف بابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ (متوفی 620ھ) کے ایک وقیع فتویٰ کا اردو ترجمہ ہے جو شیخ زہیر الشاویش حفظہ اللہ (صاحب مکتب الاسلامی، دمشق) کی کوشش سے 1984ء میں ”غناء والسماع“ کے عنوان سے مختصر کتابچہ کی شکل میں تیسری بار شائع ہوا تھا۔

دینی علوم سے ادنیٰ سی واقفیت رکھنے والے کسی بھی شخص کے لئے امام ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ کی شخصیت ان کے علمی مقام و مرتبہ کی رفعت اور ان کی عظیم دینی خدمات کسی تعارف کی محتاج نہیں ہیں۔

یوں تو اہل تصوف کے نزدیک سماع و غنا (توالی اور گانا) ’قص‘ تو اجدد ف بجانا، مزامیر سننا، ذکر کے نام پر اصوات منکرہ بلند کرنا بہت عام ہے لیکن ماہ رمضان المبارک میں سحری کے وقت مسلم ممالک کے زیر سرپرستی مختلف ریڈیو اور ٹیلیویشن اسٹیشنوں سے توالی کے خصوصی پروگرام نشر کئے جاتے ہیں اور مسلم آبادیوں میں شوق سے سنے اور دیکھے جاتے ہیں اور ان کے متعلق یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ تمام اشیاء طاعات و قرب الہی کی انواع سے ہی نہیں بلکہ عین عبادت ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اگرچہ اس سے قبل ان امور کے متعلق ہمارے بیشتر اکابرین اور علمائے حق اپنا زور قلم صرف

کر چکے ہیں، بالخصوص امام ابن ابی الدین رحمہ اللہ (م 281ھ) نے ”ذم الملاحی“ میں امام حافظ جمال الدین ابی الفرج عبدالرحمن ابن الجوزی رحمہ اللہ (م 597ھ) نے ”تلبیس ابلیس“^[1] ”منہاج القاصدین“ اور ”ذم الہوی“ میں امام ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ نے ”مختصر منہاج القاصدین“^[2] میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (م 728ھ) نے اپنے ”مجموع فتاویٰ“^[3] میں امام ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ (م 751ھ) نے ”اغاثۃ اللہفان فی مصادیہ الشیطان“^[4] میں امام ابو بکر الطرطوشی رحمہ اللہ نے ”تحريم السماع“ میں امام محمد بن علی الشوکانی رحمہ اللہ (م 1250ھ) نے ”نیل الأوطار“^[5] میں علامہ ابی الطیب شمس الحق العظیم آبادی رحمہ اللہ (م 1329ھ) نے ”عون المعبود“^[6] میں نیز امام ابن حزم الظاہری امام ابو الطیب الطبری الشافعی امام ابن طاہر امام ابن رجب الحسینی امام ابن حمدان الارطبی امام شمس الدین الذہبی اور امام ابن حجر العسقلانی وغیرہم رحمہم اللہ نے ہر دو فریق کے دلائل نقل کرتے ہوئے ان امور پر اس قدر سیر حاصل بحث و جرح کی ہے کہ مزید کچھ لکھنے کی کوئی حاجت باقی نظر نہیں آتی ہے۔ فجزاہم اللہ أحسن الجزاء.

مگر چونکہ راقم اسلاف اور اکابرین ملت کی دینی خدمات اور ان کے آثار مبارکہ سے اپنے عام مسلمان بھائیوں کو متعارف کرانا اپنے لئے باعث سعادت تصور کرتا ہے، چنانچہ راقم نے 1988ء میں پیش نظر فتویٰ کو اس کی تخریج و تحقیق کے ساتھ اردو قالب میں منتقل کیا تھا۔

[1] تجنیس تلبیس (ترجمۃ تلبیس ابلیس) ص 327-400

[2] مختصر منہاج القاصدین ص 143-144

[3] مجموع فتاویٰ 3/427، 11/298-295، 573-578، 583-584، 629-631

641-645، 664، 27/229، 30/211-631

[4] موارد الأمان المنتقى من اغاثۃ اللہفان ص 295-330

[5] نیل الأوطار من أسرار منتقى الأخبار 5/284-298

[6] عون المعبود لحل مشکلات سنن أبی داود 4/435-437

واضح رہے کہ تخریج و تحقیق کے ضمن میں انتہائی اختصار اور احتیاط سے کام لیا گیا تھا تاکہ تعلیقات کا سلسلہ فتویٰ کے اصل متن سے بڑھنے نہ پائے۔

مذکورہ موضوع پر بحث کی ضرورت کے پیش نظر زبان کی تہذیب نیز تحقیق و تنقیح مزید کے ساتھ از سر نو مرتب کردہ اس فتویٰ کو مکتبہ دارالسلام شائع کر رہا ہے۔ امید ہے کہ قارئین کرام اس پیش کش کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

برادر محترم جناب محمد ایوب پیر اصحاب حفظہ اللہ کا بیحد مشکور ہوں جنہوں نے نہایت دقت نظر سے اس کتابچہ کی پروف ریڈنگ فرمائی اور اپنے مفید مشوروں سے نوازا، فجزاہ اللہ أحسن الجزاء۔

دعا ہے کہ اللہ عزوجل اس کتابچہ کو ہر خاص و عام کے لئے نفع بخش بنانے کے ساتھ ان کے علم میں اضافہ کا باعث اور منکرات سے اجتناب کا ذریعہ بنائے ہماری اس معمولی سی مخلصانہ و ناصحانہ کوشش کو شرف قبولیت بخشے اور اس کتابچہ کو مؤلف رحمہ اللہ، مترجم و ناشر نیز جملہ معاونین کی میزان حسنات میں شمار کرے، اللهم آمین۔ وصلی اللہ علی نبینا محمد و علی آلہ وصحبہ أجمعین۔

و کتبہ : غازی عزیز

www.KitaboSunnat.com

کیا فرماتے ہیں فقہائے کرام

اُس شخص کے بارے میں جو 'دُف' ^[1] شبابہ ^[2] اور غنا ^[3] کو سنتا اور تواجِد ^[4] اور رقص کرتا ہے؟ کیا یہ تمام چیزیں شرعاً جائز ہیں؟ یہ بات ذہن نشین رہے کہ ایسا کرنے والا شخص یہ اعتقاد بھی رکھتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا عاشق ہے اور اُس کا یہ سماع، تواجِد اور رقص صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے۔ کن حالات میں دُف کا بجانا جائز ہے؟ کیا دُف کا بجانا مطلقاً جائز ہے؟ یا یہ کہ صرف مخصوص حالات میں اس کی اجازت ہے؟ نیز کیا اماکن شریفہ، مثلاً مساجد وغیرہ میں اشعار کا راگ والخان کے ساتھ گانا اور انہیں سننا جائز ہے؟ اس سلسلہ میں فتویٰ عنایت فرما کر مآجور ہوں، رحمکم اللہ۔

[1] 'دُف' موسیقی کا وہ آلہ ہے جو عموماً گول پہیہ نما ہوتا ہے اور اُس کی ایک جانب باریک جلد یا تھلی چڑھی ہوتی ہے

[2] 'شبابہ' موسیقی کا وہ آلہ ہے جو مزامیر کی قسم کا ہوتا ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ اُس کی تاثیر بتائی جاتی ہے یعنی اُس کی آواز شہوتِ نفس کو شباب پر پہنچا دیتی ہے۔

[3] کسی نظم کے اشعار کو راگنی کے ساتھ گانے کو 'غنا' کہتے ہیں۔ موجودہ دور میں اس کی ایک شکل توالی بھی ہے۔

[4] 'تواجِد' یعنی وجد میں آ کر جھومنے لگنا۔ یہ کثرتِ طرب کی وجہ سے ہوتا ہے۔ بعض لوگ اسے 'حال آنا' بھی کہتے ہیں۔ صوفیاء اس اصطلاح کا استعمال 'وجود' کے معنی میں کرتے ہیں یعنی نعوذ باللہ جب اللہ تعالیٰ انسان کے کم ظرف جسم میں حلول کر لیتا ہے تو وہ مستی سے سرشار ہو کر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔

الجواب وباللہ التوفیق

ایسا کرنے والا شخص خطا کار اور اساقط مروت ہے۔ جو شخص ہمیشہ اس فعل کا ارتکاب کرتا ہو شریعت میں اُس کی شہادت مردود اور اُس کا قول غیر مقبول ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے سلسلہ میں اُس کی کوئی روایت قبول نہیں کی جائے گی۔ اسی طرح نہ بلالِ رضوان و عیدین کی روایت کے سلسلہ میں اُس کی شہادت قابل قبول ہے اور نہ ہی دین کے کسی اور معاملہ میں اُس کی خبر کا کوئی اعتبار ہے۔

جہاں تک اللہ عز و جل کے ساتھ اُس کی محبت کے عقیدہ کا تعلق ہے تو یہ بعید از امکان نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان اُمور کے علاوہ بعض دوسری باتوں میں وہ اللہ تعالیٰ کا مطیع فرمان ہو اور اس خلاف شریعت عمل کے علاوہ اُس کے دوسرے اعمالِ صالحہ بھی ہوں جن کے باعث وہ اپنے متعلق محبت اللہ ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو اور اُس کے اس فعل کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو۔ مگر جہاں تک ان مسئلہ اُمور کا تعلق ہے تو بلاشبہ یہ معصیت اور لہو لعب کی چیزیں ہیں، جن کی اللہ تعالیٰ ¹¹ اور اُس کے رسول

[1]۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَتَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾ [القصص: 6] (ترجمہ: اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ سے غافل کرنے والی باتوں کے خریدار بنتے ہیں، تاکہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ سے بھٹکا دیں، اور اُسے ہنسی بنائیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے) اس آیت کی تفسیر میں علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یہاں اُن بد بختوں کا ذکر ہو رہا ہے جو اللہ کے کلام کو کین کر نفع حاصل کرنے سے باز رہتے ہیں اور بجائے اُس کے غنا، مزامیر اور دیگر آلاتِ طرب (یعنی گانے، باجے اور ڈھول تاشے) سنتے ہیں۔ چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ”اللہ کی قسم! اس سے مراد گانا اور راگ ہے۔“ [رواہ الحاکم 2/411 و البیہقی فی الکبریٰ 10/223] امام ابن جریر الطبری رحمہ اللہ کی ایک روایت میں ہے کہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا تو آپ نے تین دفعہ قسم کھا کر فرمایا: اس سے مراد غنا یعنی گانا اور راگ راگنیاں ہیں۔ ابن عباس اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور عمرہ سعید بن جبیر، مجاہد، سکول، عمرو بن شعیب، علی ابن بذیمہ، قتادہ اور ابراہیم نخعی وغیر ہم رحمہم اللہ نے بھی ”لہو الحدیث“ کے معنی غنا ہی بتائے ہیں۔ =

ﷺ (۱) نے مذمت فرمائی ہے۔ علماء نے ان افعال کو مکروہ سمجھا ہے، ان کا نام بدعت رکھا اور ان کے ارتکاب سے منع فرمایا ہے۔ کوئی شخص معاصی (گناہ اور نافرمانی) کے ان کاموں کے ذریعہ ہرگز اللہ

= حسن بھری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: یہ آیت غنا اور مزامیر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اس سے مراد صرف وہی لوگ نہیں ہیں جو اس لہو و لعب کے لئے پیسے خرچ کرتے ہیں بلکہ یہاں خریدنے سے مراد ان چیزوں کو محبوب رکھنا اور پسند کرنا ہے۔ انسان کے لئے یہی گمراہی کافی ہے کہ باطل بات کو حق پر پسند کرے اور نقصان کی چیز کو نفع کی بات پر مقدم کرے، الخ۔ [مزید تفصیل کے لئے تفسیر ابن کثیر 3/378، تفسیر ابن جریر 20/127-130، تلبیس ابلیس لابن الجوزی (مترجم) ص 301 اور عون المعبود للعلامة شمس الحق العظيم آبادی: 437/4 وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔]

[1] غنا اور آلات ملاحی کی مذمت میں بہت سی احادیث وارد ہیں جن میں سے چند یہاں بطور مثال پیش کی جاتی ہیں: عن عبد الله بن عمر ان النبي ﷺ قال: "ان الله حرم الخمر، والميسر، والكوبة، والغبيراء، وكل مسكر حرام"۔ [مسند أحمد 1/274، 2/165، 171 و سنن أبي داود (حدیث: 3685)] "یشک اللہ تعالیٰ نے شراب، جو ا کو بہ اور غیر اء کو حرام ٹھرایا ہے اور تمام نشأ اور چیزیں حرام ہیں۔" وعن عبد الرحمن بن غنم قال حدثني أبو عامر أو أبو مالك الأشعري سمع النبي ﷺ يقول: "ليكونن من أمتي يستحلون الحر، والحري، والخمر، والمعازف." [صحيح البخارى مع الفتح 10/51، وذكره أبو داود في كتاب اللباس مختصراً (حدیث: 4039)] "میری امت میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو فرج، ریشم، شراب اور معازف کو حلال کر لیں گے۔" وعن أبي مالک الأشعري قال: قال رسول الله ﷺ: "ليشرين ناس من أمتي الخمر، يسمونها بغير اسمها، يعزف على رؤسهم بالمعازف، والمغنيات، يخسف الله بهم الأرض، ويجعل منهم القردة، والخنزير"۔ [سنن ابن ماجه (حدیث: 4020) كتاب الفتن باب: 22 والأشربة باب: 8، وصححه ابن القيم]، وعن عمران بن الحصين ان رسول الله ﷺ قال: "في هذه الأمة خسف، ومسخ، وقذف، فقال رجل من المسلمين: يا رسول الله! ومتى ذلك؟ قال: اذا ظهرت القيان والمعازف، وشربت الخمر." [جامع الترمذی مع التحفة 3/225، وقال: هذا حديث غريب]، وعن أبي امامة عن النبي ﷺ قال: "ان الله بعثني رحمة وهدى للعالمين، وأمرني ان امحق المزامير، والكبارات، يعني البرابط والمعازف والأوثان، التي كانت تعبد في الجاهلية." [مسند أحمد 5/257، ولكن اسناده ضعيف] [ان تمام احادیث =

سجائے کا تقرب حاصل نہیں کر سکتا اور نہ ہی ان ممنوعہ کاموں کا مرتکب ہو کر اُس کا مطیع و فرمانبردار ہو سکتا ہے۔ جس شخص نے اپنے معاصی کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے تقرب کا ذریعہ بنایا، وہی ذریعہ اس کے بُعد کا مقدر بن گیا نیز جس نے لہو و لعب کو دین کے طور پر اپنایا، اُس کی یہ کوشش ”فساد فی الارض“ کے مشابہ قرار پائے گی۔ اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے اور آپ ﷺ کی سنت کے علاوہ کسی اور طریقہ سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا تقرب طلب کرے تو ہرگز وہ اپنی مراد تک نہیں پہنچ سکتا۔

ابو بکر الاثرم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ (یعنی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: ”تغییر (11) محدث (نئی ایجاد یا بدعت) ہے۔“ (21)

اور ابو الحارث رحمہ اللہ کا قول ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ رحمہ اللہ کو تغیر کے متعلق بتایا کہ یہ چیز دلوں پر رقت طاری کرتی ہے تو آپ نے فرمایا: ”یہ بدعت ہے۔“ (3)

= میں معازف سے مراد آلات لہو میں سے ایک آلہ ہے۔ بعض کا قول ہے کہ معازف ملائی کی آواز کو کہتے ہیں۔ امام قرطبی رحمہ اللہ نے جوہری سے نقل کیا ہے کہ معازف سے مراد ”غنا“ ہے۔ اور ”حواشی الدمیاطی“ میں ہے کہ معازف دف وغیرہ کو کہتے ہیں جنہیں بجایا جاتا ہے اور ”غزف“ کا اطلاق غنا پر بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح ”کویۃ“ طبل کو کہتے ہیں جیسا کہ امام بیہقی کی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں مذکور ہے۔ ”غیبراء“ کے متعلق علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض اُسے طنبور، بعض عود اور بعض بربط بتاتے ہیں لیکن امام ابن العربی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ نزدیکو یہ کہتے ہیں۔ [کذا فی نیل الأوطار للشوکانی 286/5 و عون المعبود 436/4 وغیرہ]

[1] تغیر اور مغیرہ صوفیاء کی مخصوص اصطلاح ہیں۔ ان سے مراد یہ ہے کہ صوفیاء اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے مختلف قسم کی آوازیں بلند کرتے ہیں مثلاً ”بُوق“، ”حق“، ”باہو“، ”بیشک“، ”باہو“ وغیرہ کی ضربیں لگانا۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ صوفیاء اس ”غنا“ کی وجہ سے انسانوں کو رغبت دلاتے ہیں حالانکہ خود ساختہ اذکار اور ادا کی بجائے رسول اللہ ﷺ کے مسنون طریقہ کے مطابق آپ ﷺ کے وعظ و ارشادات اور مباح رقائق کے ذریعے انسانوں کو آخرت کی ترغیب دلائی جائے۔

[2] انظر تجنیس تدلیس ص 298

[3] المصدر السابق ص 298

بعض دیگر علماء نے بھی یہ روایت کی ہے کہ:

”امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس کی کراہت بیان کی ہے اور اس کے سماع سے منع فرمایا ہے۔“

حسن بن عبدالعزیز الجردی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، میں نے امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے:

”میں نے عراق میں ایک ایسی چیز چھوڑی ہے جس کا نام انہوں نے ”تغییر“ رکھا ہے۔ اس کو زندیقوں نے ایجاد کیا ہے۔ وہ اس کی مدد سے لوگوں کو قرآن سننے سے باز رکھتے ہیں۔“^[1]

یزید بن ہارون رحمہ اللہ کا قول ہے کہ:

”فاسقوں کے علاوہ کوئی ’تغییر‘ نہیں کرتا۔ (اسلام میں) ’تغییر‘ کہاں ہے؟“

عبداللہ بن داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”میری رائے میں صاحب تغیر کو پینا جائے۔“

تغییر سماع کا دوسرا نام ہے۔ ائمہ نے اس کی کراہت بیان فرمائی ہے۔ واضح رہے کہ ان ائمہ کرام نے سماع کے ساتھ دوسری مکروہ اشیاء مثلاً دف اور شباہ وغیرہ کا ذکر نہیں کیا ہے۔ لہذا اگر یہ چیزیں بھی سماع میں شامل ہو جائیں جیسا کہ عموماً قوالی وغیرہ میں ہوتا ہے^[2] تو اُس کو دین کے طور پر کس طرح تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ ایسا کرنے والوں کی مثال تو بالکل ویسی ہی ہے، جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

[1] کذا فی جزء اتباع السنة واجتنب البدع للضیاء المقدسی ص 88-89 و تجنیس تدلیس ص 299 و اغاثة اللہفان ص 304 (موارد الأمان)

[2] میں کہتا ہوں کہ موجودہ دور کی قوالیوں کی سنگینی کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ اب اس میں صرف دف اور شباہ ہی نہیں بلکہ ہارمونیم، جھانجڑ، ڈول، سارنگی، گھنگر، مٹکی، ستار، طبلہ، طنبورہ، بانسری، نفیری، تالیاں اور چنگلیاں وغیرہ کبھی چیزیں شامل ہوتی ہیں۔

﴿وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصَدِيَةً﴾

”خانہ کعبہ کے پاس اُن کی نماز تو صرف سیٹیاں اور تالیاں بجانا ہی تھی۔“ (الانفال: 35)

بعض مفسرین بیان کرتے ہیں مکاء کے معنی تصفیر (سیٹی بجانا) اور تصدیۃ کے معنی

تصفیق (تالی بجانا) ہے۔⁽¹⁾

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے:

﴿وَدَرَّ الْأَذْيَكُ أَتَحَكُّوْا دِيْنَهُمْ لِعِبَادٍ وَلَهُمْ وَعَرَّتَهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا﴾

”اور ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کشی اختیار کر لو جنہوں نے اپنے دین کو لہو ولعب

(کھیل تماشہ) بنا رکھا ہے اور دنیوی زندگی نے اُن کو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔“

(الانعام: 70)

یہ بات معلوم ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ تک پہنچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے۔ وہ راستہ جس کی تعلیم

اُس کے رسول ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم تک بہم پہنچائی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے

آپ ﷺ کو ہادی، مبین، بشیر اور نذیر بنا کر مبعوث فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام اُمت کو آپ ﷺ

کی اتباع کا حکم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ جوڑا ہے اور آپ

کی نافرمانی کو اپنی نافرمانی قرار دیا ہے اور آپ کی اتباع کو اپنی محبت کی دلیل بتایا ہے۔ چنانچہ ارشاد

www.KitaboSunnat.com

باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اطَّاعَ اللّٰهَ﴾

”جس نے رسول کی اطاعت کی، اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔“ (النساء: 80)

نیز مزید فرمایا:

[1] كذا في اغائة اللهفان نقلًا عن ابن عباس وابن عمر ومجاهد والضحاك والحسن وقتادة وأهل اللغة.

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا ﴿۳۶﴾

”اور کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو نجات نہیں ہے کہ جب اللہ اور اُس کا رسول کسی کام کا حکم دیں پھر اُن کو اُن کے اس کام میں کوئی اختیار باقی رہے۔ اور جو شخص اللہ اور اُس کے رسول کا کہنا نہ مانے وہ صریح گمراہی میں جا پڑا۔“ (الاحزاب: 36)

اور فرمایا کہ:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ﴾

”اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔“ (آل عمران: 31)

یہ بات بھی بخوبی معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی اُمت کے لئے انتہائی شفیق، اُن کی ہدایت کے شدید خواہاں اور اُن کے لئے بے حد رحم دل تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اُمت کے لئے ایسا کوئی طریقہ نہیں چھوڑا ہے جو انہیں حق و راستی کی طرف ہدایت کرنے والا ہو بلکہ ایسی تمام باتوں کو آپ ﷺ نے اپنی اُمت کے لئے مشروع فرمایا اور اُن باتوں کی طرف اپنے قول و فعل سے رہنمائی بھی فرمائی ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی خیر (نیکی) اور امور اطاعت کے شدید طالب تھے۔ لہذا وہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے بھلائی کے کاموں میں سے کوئی بھی نیکی کا کام ترک نہیں کرتے تھے بلکہ اُس کے کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کیا کرتے تھے۔

نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے بھی یہ منقول نہیں ہے کہ انہوں نے کبھی اس طریقہ کو اختیار کیا ہو یا اللہ سبحانہ کا تقرب حاصل کرنے کی خاطر سماع کی محفلیں منعقد کی ہوں اور اُن میں شب بیداری کی ہو۔ ان حضرات میں سے کسی نے یہ نہیں فرمایا:

”جس نے رقص کیا اُس کے لئے ایسا اور ویسا اجر ہے۔“

اور نہ ہی یہ فرمایا ہے: ”غنا دل میں ایمان کو اُگا تا اور پروان چڑھاتا ہے۔“

ان حضرات نے نہ کبھی شہابہ وغیرہ سننے کی خواہش ظاہر کی نہ اُس کی تحسین فرمائی اور نہ ہی اُس کے سننے کو باعثِ اجر قرار دیا۔ لہذا رسول اللہ ﷺ یا آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے کسی ایسی چیز کا منقول نہ ہونا بلا وجہ اور بلا مقصد نہیں ہے۔

اگر اس بات کو درست تسلیم کر لیا جائے تو یہ لازم آتا ہے کہ ان افعال کے ذریعہ اللہ سبحانہ کی قربت ممکن ہی نہیں بلکہ یہ وہ راستہ ہے جو سرے سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ تک پہنچتا ہی نہیں۔ لہذا اب ممکنات میں سے صرف ایک ہی چیز باقی رہ جاتی ہے اور وہ یہ کہ یہ تمام افعال ’شَرُّ الْأُمُور‘ (بدترین کام) ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

«خَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيِي مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا»^[1]

”بہترین ہدایت محمد ﷺ کی ہدایت ہے اور بدترین کام اُس میں نئی باتیں پیدا کرنا ہے۔“

چونکہ ان امور کا تعلق محمد ﷺ کے پر ہدایت طریقہ اور آپ ﷺ کی سنت سے نہیں ہے لہذا ان چیزوں کو ’شَرُّ الْأُمُور‘ ہی کہا جاسکتا ہے۔

دین میں ہر نئی بات پیدا کرنے کے متعلق ایک اور حدیث میں مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«كُلُّ مُحَدَّثَةٍ بَدْعَةٌ، وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَالَّةٌ»

”دین میں ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔“^[2]

[1] یہ متفق علیہ حدیث کا ایک قطعہ ہے۔

[2] یہ ایک حدیث کا قطعہ ہے جس کی روایت امام احمد، امام ابو داؤد، امام ترمذی اور امام ابن ماجہ وغیرہم رحمہم اللہ نے کی ہے۔ اس کے مکمل حوالہ جات ان شاء اللہ آگے پیش کئے جائیں گے۔

اسی لئے ائمہ کرام نے ان افعال کو بدعت سے تعبیر کیا ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں۔

مسموعات دف و شبابہ اور سماع غنا وغیرہ اگرچہ مجموعی اعتبار سے لہو و لعب ہی ہیں جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے لیکن ان چیزوں کی علیحدہ علیحدہ تفصیل ان شاء اللہ آگے بیان کی جائے گی۔ لہذا جس نے ان چیزوں کو اپنی عادت بنا لیا یا اپنے اس فعل کی تشبیہ کی یا اس کو سُنایا اس کی محفلوں اور مجلسوں میں گیا، وہ ساقط مروت ہے۔ شرعی معاملات میں اُس کی شہادت قابل قبول نہیں ہے، نیز اُس کا شمار اہل عدالت سے خارج ہے۔ یہی حال تمام رفاص (ناپنے والوں) کا بھی ہے۔^{۱۱}

آلاتِ غنا میں سب سے زیادہ غلیظ تر چیز 'شبابہ' ہے جو اصلاً مزامیر ہی کی ایک قسم ہے۔

ایک حدیث میں سلیمان بن موسیٰ نے نافع سے روایت کی ہے کہ: ”میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے

ساتھ ایک راستہ میں (جا رہا) تھا۔ (ہم نے) مزامیر کی آواز سنی تو (آپ رضی اللہ عنہ نے) وہ راستہ بدل دیا اور اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیں (اور مجھ سے) پوچھا کہ: اے نافع! کیا (اب بھی

[1] اہل تصوف راگ اور قوالی سن کر اس قدر سرور میں آتے ہیں کہ اُن میں سے کچھ پر تو 'وجد اور حال' کا بذیانی دورہ پڑ جاتا ہے اور اُن میں سے کچھ اٹھ کر ناپنے لگتے ہیں۔ امام ابن الجوزی رحمہ اللہ ان رفاص کے متعلق فرماتے ہیں کہ: ”پھر جب اُن کو مکمل سرور ہوتا ہے تو وہ رقص کرتے ہیں۔“ [تجنیس تدلیس ص 326] اور ”جب صوفیہ میں بحالت رقص خوب طرب قرار پکڑتا ہے تو اُن میں سے کوئی کسی بیٹھے ہوئے شخص کو کھینچ لیتا ہے کہ وہ بھی اُس کے ساتھ کھڑا ہو جائے۔ اُن کے مذہب میں یہ بات جائز نہیں ہے کہ جس شخص کو کھینچا جائے وہ بیٹھا ہے۔ جب وہ کھڑا ہوتا ہے تو اُس کی پیروی میں باقی لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔“ [المصدر السابق ص 328] نیز فرماتے ہیں: ”بعض مشائخ نے مجھ کو امام غزالی رحمہ اللہ سے یہ خبر پہنچائی ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ رقص ایک عداقت ہے، دونوں شانوں میں جو بغیر تھکن کے زائل نہیں ہوتی۔ ابن تقیل رحمہ اللہ نے کہا کہ: قرآن میں قطعی طور پر رقص کی ممانعت مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَلَا تَمْسُ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا﴾ [الاسراء: 37] (زمین پر خوش ہوتا ہوا اُتر کر نہ چل) اللہ تعالیٰ نے ”مختال“ یعنی اتر کر چلنے والے کی مذمت بھی فرمائی ہے اور رقص تو نہایت ہی خوشی اور اترانا ہوتا ہے۔ کیا تم پسند کرو گے کہ جس شخص کے سامنے موت، سوال تیر اور حشر و صراط ہوں پھر اُس کا ٹھکانا بہشت و دوزخ میں سے کسی ایک جگہ ہو، وہ رقص سے ہوں اُچھلے کودے جیسے کہ چوپائے اُچھلتے ہیں، الخ۔“ [تجنیس تدلیس ص 327] صوفیاء کے وجد و حال کے متعلق مزید فرماتے ہیں کہ: ”جب یہ لوگ راگ سنتے ہیں =

تم کو وہ آواز سنائی دیتی ہے؟ کیا تم (اُسے) سنتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کچھ (دور اور) چلے اور پھر پوچھا: اے نافع! کیا (اب بھی) تم (وہ آواز) سنتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں۔ تب آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں سے نکالیں اور فرمایا:

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔“^[1]

یہ حدیث خلال رحمہ اللہ نے اپنی ”جامع“ میں عوف بن محمد المصری عن مروان الطاطری عن سعید بن عبد العزیز عن سلیمان بن موسیٰ عنہ کے طریق سے روایت کی ہے۔ یہی حدیث بطریق عثمان بن صالح الأنطاکی عن محمود بن خالد عن ابیہ عن المطعم بن المقدم عن نافع بھی مروی ہے۔

جب امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ: ”یہ

= تو وجد کرتے ہیں، تالیاں بجاتے ہیں، شور مچاتے ہیں اور کپڑے پھاڑتے ہیں۔ حالانکہ اُن کو ابلیس نے یہ سب فریب دیا ہے اور اپنا حیلہ کمال کو پہنچا دیا ہے۔“ [المصدر السابق ص 320] اور ”پھر جب اہل تصوف راگ سن کر سرور میں آتے ہیں تو تالیاں بجاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ: ابن بنان وجد کرتے تھے اور ابو سعید الخزاز تالیاں بجاتے تھے۔ (میں یعنی ابن الجوزی کہتا ہوں کہ:) تالیاں بجانا اور منکر ہے جو طرب میں لاتا ہے اور اعتدال سے باہر کر دیتا ہے۔ اہل عقل ایسی باتوں سے دور رہتے ہیں۔ ایسا کرنے والے مشرکین کے مشابہ ہیں جیسا کہ اُن کا فعل بیت اللہ کے پاس آ کر تالیاں بجانا تھا۔ اُن کے اسی فعل کی مذمت اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں فرمائی ہے: ﴿وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءٌ وَتَصْدِيدَةٌ﴾ [الانفال: 35] (امام ابن الجوزی رحمہ اللہ نے مزید فرمایا کہ:) نیز اس میں عورتوں سے مشابہت بھی ہے اور ہر عاقل آدمی اس بات سے پرہیز کرتا ہے کہ وقار کو چھوڑ کر مشرکین اور عورتوں کی سی حرکتیں کرے۔“ [تجسس تدلیس ص 325] ابن عقیل رحمہ اللہ سے اُن لوگوں کے وجد کرنے اور کپڑے پھاڑنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ: ”خطا ہے حرام ہے۔“ [المصدر السابق ص 329] امام ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”یہ طرب اور سرور جس کو اہل تصوف وجد کہتے ہیں اگر وہ اس میں صادق ہیں تو اُن کی طبیعت پر نشہ غالب ہو جاتا ہے اور اگر کاذب ہیں تو باوجود ہوش میں ہونے کے مال ضائع کرتے ہیں۔ بہر حال دونوں صورتوں میں سلاحتی نہیں ہے کیونکہ شک و شبہ کے مقام سے بچنا واجب ہے۔“ [المصدر السابق ص 329]

[1] انظر صحيح ابن ماجه [حديث: 1542] والروض للالباني [حديث: 568]

سلیمان ابن موسیٰ عن نافع عن ابن عمر کے طریق سے مروی ہے۔“ [1]

مزامیر کی تحریم کے سلسلہ میں نبی ﷺ نے اس قدر مبالغہ فرمایا کہ اس کی آواز سن کر اپنے گوش مبارک بند فرمائے تھے بلکہ وہ راستہ بھی بدل دیا تھا۔ (جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث میں مذکور ہو چکا ہے)۔ آپ ﷺ وہاں ہاتھ پر ہاتھ باندھ کر کھڑے مزامیر کی آواز سنتے نہ رہے تھے۔ چونکہ شبابہ و ظنبورہ مزامیر ہی کی مختلف قسمیں ہیں بلکہ شبابہ کی آواز میں جو تاثیر اور برائیاں پوشیدہ ہیں وہ مزامیر کی آواز میں نسبتاً کم ہوتی ہیں۔ اس بناء پر شبابہ مزامیر سے زیادہ غلیظ تر شے ہے۔ علمائے حق میں سے مزامیر کی رخصت بیان کرنا کسی بھی عالم سے ہم تک منقول نہیں ہوا ہے۔ لہذا شبابہ و ظنبورہ پر بھی اسی حکم کا اطلاق ہوگا جو کہ مزامیر کے بارے میں ہے۔

غنا کے متعلق علماء کا اختلاف ہے۔ اہل مدینہ اس کی رخصت دیتے ہیں؛ جب کہ اکثر اہل علم اس معاملہ میں اُن کے خلاف ہیں¹ اور اُن کی رخصت پر نکتہ چینی کرتے اور اُس کے عیوب بیان کرتے ہیں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ:

[1] اس حدیث کی تخریج امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی ”سنن“ میں اور ابوبکر الخلال رحمہ اللہ نے اپنی ”جامع“ میں متعدد طرق سے کی ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے بھی اپنی ”مسند“ [38/8/2] میں اس کی تخریج باسنادِ حسن کی ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ”مجموع فتاویٰ“ [212/30] میں اس کا تذکرہ کیا ہے لیکن امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”یہ حدیث منکر ہے“۔ شارح ”سنن أبی داؤد“ علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”اس حدیث کی نکارت کا سبب معلوم نہ ہو سکا کیونکہ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں نیز یہ روایت اس باب میں آنے والی ثقات کی عموی روایات کے خلاف بھی نہیں ہے۔“ [عسوں المعبود 4/434] لیکن علامہ الالبانی رحمہ اللہ نے ”تخریج المشکاة“ [حدیث: 4811] میں اس حدیث پر کلام کیا ہے۔

[2] علامہ شوکانی اور علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ: ”آلاتِ ملاہی کے ساتھ اور آلاتِ ملاہی کے بغیر غنا سننے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ جمہور اس کی تحریم کی طرف ہی گئے ہیں لیکن اہل مدینہ اور ان کے موافقت کرنے والے علمائے ظاہر اور صوفیہ کی جماعت نے سماعِ غنا اور عود جلانے کی رخصت بیان کی ہے۔“ [نبیل الأوطار 5/291 و عون المعبود 4/436]=

= علامہ شوکانی رحمہ اللہ تمام دلائل کا جائزہ لیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ”ان تمام دلائل کے مطالعہ سے کم از کم یہ تو پتہ چلتا ہے کہ یہ فعل محل نزاع ہے۔ اگر یہ حرام نہ ہو تو بھی اشتباہ کے دائرہ سے خارج نہیں ہے اور مشتبہ چیزوں پر توقف کرنا مؤمنوں کی شان ہے“۔ [نیل الأوطار 5/ 297]

غنا کے بارے میں امام ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ کا مسلک اپنے فتویٰ میں آگے بیان کیا ہے جو مختصر اُس طرح ہے: ”عبد اللہ بن احمد رحمہما اللہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ اسحاق بن عیسیٰ نے بیان کیا کہ میں نے امام مالک بن انس رحمہ اللہ سے اُس غنا کی بابت پوچھا کہ جس کی اہل مدینہ اجازت دیتے ہیں تو امام مالک رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ: ”یہ فاسقوں کا فعل ہے۔“ علامہ ابوبکر الطرطوشی رحمہ اللہ اپنی کتاب ”تحریم السماع“ کے خطبہ میں اور اسی طرح علامہ ابوطیب الطبری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: ”امام مالک رحمہ اللہ نے راگ اور اُس کے سننے سے منع فرمایا ہے اور کہا ہے کہ: ”اگر کسی نے لوٹری خریدی، پھر اُس کو گانے والی پایا تو اُس عیب کی وجہ سے اُس کا مشتری کو لوٹا دینا جائز ہے۔“ [کذا فی اغاثۃ اللہقان لابن قیم ص 299 (موارد الأمان) و تحجیس تدلیس ص 299 و عون المعبود 4/ 437]

غنا کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک کی بابت علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ غنا کو مکروہ اور گناہ قرار دیتے ہیں اور یہی مذہب تمام اہل کوفہ یعنی سفیان ثوری، حماد ابراہیم نخعی اور شعبی وغیرہم رحمہم اللہ کا بھی ہے۔ اِس کے مکروہ اور ممنوع ہونے کے بارے میں اہل بصرہ کے مابین بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔“ [عون المعبود 4/ 437 و کذا فی الدر المختار 2/ 354 و شرح کنز الحقائق للزیلعی 4/ 120 و الفتاویٰ البزازیة 6/ 259 و روح المعانی للآلوسی 21/ 68 و اغاثۃ اللہقان ص 299، 300]

امام شافعی رحمہ اللہ اپنی کتاب ”ادب القضاء“ میں فرماتے ہیں کہ: ”بیٹک غنا لہو مکروہ اور باطل چیز کے مشابہ ہے۔“ امام رحمہ اللہ کے اصحاب جو آپ کے مسلک سے بخوبی واقف ہیں مثلاً علامہ قاضی ابی الطیب الطبری اور علامہ ابن الصباغ وغیرہما رحمہما اللہ نے اِس کی تحریم کی بے صراحت کی ہے اور جس نے اُن کی نسبت اِس کی حلت بیان کی ہے اُن کا رد کیا ہے۔ علامہ حسن بن عبدالعزیز الجردوی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: ”میں نے امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ: میں عراق میں ایک چیز چھوڑ آیا ہوں جسے زندیقیوں نے نکالا ہے اور اُس کا نام ”تغییر“ رکھا ہے، الخ۔“ امام ابن الجوزی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: ”امام شافعی رحمہ اللہ نے کتاب ”ادب القضاء“ میں قطعی طور پر کہا ہے کہ: جو آدمی راگ سننے پر مداومت کرے اِس کی شہادت مردود اور اُس کی عدالت باطل ہے۔“ [انظر عون المعبود 4/ 437 و کتاب الأم للشافعی 6/ 214 و اغاثۃ اللہقان ص 301]=

= غنا کے متعلق امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ اُن کے زمانہ کا غنا زہد یہ تصید سے تھے جن کو لوگ الحان کے ساتھ پڑھتے تھے۔ لیکن غنا کے متعلق امام احمد رحمہ اللہ کے فرزند عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ امام احمد اللہ نے فرمایا ہے: ”غنادل میں نفاق اُگا دیتا ہے، مجھ کو اچھا معلوم نہیں ہوتا۔“ [کذا فی علل أحمد ۲۳۸/۱ و مسائل عبد اللہ ص ۴۴۹ و ذکرہ ابن القیم فی اغاثۃ اللہفان ص ۳۰۵] اسی طرح اسماعیل بن اسحاق ثقفی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ: ”امام احمد رحمہ اللہ سے کسی شخص نے تصید سے سننے کی بابت پوچھا تو آپ رحمہ اللہ نے جواب دیا: میں اس کو مکروہ سمجھتا ہوں۔ یہ بدعت ہے، ایسی کسی مجلس میں نہیں بیٹھنا چاہئے۔“ [انظر عون المعبود ۴۳۷/۲]

کسی شخص نے قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے غنا کے متعلق پوچھا تو آپ نے جواب دیا: ”میں تم کو غنا سے منع کرتا ہوں اور تمہارے لئے اُسے برا جانتا ہوں۔ اس نے پوچھا: ”کیا بھلا غنا بھی حرام ہے؟“ آپ نے فرمایا: ”اے برادر زادے! جب اللہ تعالیٰ نے حق و باطل میں تمیز کر دی تو غنا کو کس میں داخل رکھو گے؟“ امام شعبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: ”گانے والے اور گوانے والے دونوں پر لعنت ہے۔“ ایسا ہی ایک حدیث میں بھی مروی ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اگرچہ اس پر سکوت اختیار کیا ہے لیکن امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔“ علامہ سخاوی اور علامہ زرنکشی وغیرہما رحمہما اللہ نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے۔ [انظر الدرر المنتثرة للسیوطی حدیث: 340 و المقاصد الحسنۃ للسخاوی ص 335 و تميز الطیب من الخبیث للشیبانی ص 147 و الاسرار المرفوعة للقاری ص 185 و المصنوع للقاری حدیث: 240 و كشف الخفاء للعجلونی 2/186 و أسنی المطالب للحوت البیرونی ص 250، وغیرہ]

ابو حفص عمر بن عبید اللہ ارموی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ: ”خليفة عمر بن عبدالعزيز رحمہ اللہ نے اپنے بیٹوں کے اتالیق کو تحریر کیا تھا کہ: تمہاری تعلیم میں سے ان لوگوں کا پہلا عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ وہ لہو کی چیزوں سے سخت نفرت رکھیں۔ لہو کی چیزوں کا آغاز شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور اُس کا انجام اللہ کی ناراضی ہے۔ میں نے علمائے ثقافت سے سنا ہے کہ: باجوں کی محفلوں میں جانا، غنا کا سننا اور اُن کا دلدادہ رہنا دل میں نفاق اُگاتا ہے جس طرح پانی گھاس کو اُگاتا ہے۔“ [رواہ الاجری فی سیرۃ عمر بن عبد العزیز ص 62 بسند حسن و ذکرہ ابن القیم أيضاً فی اغاثۃ اللہفان ص 323]

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: ”غنا زانا کا متر ہے۔“ ضحاک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: ”غنادل کو خراب اور اللہ کو ناراض کرتا ہے۔“ یزید بن ولید رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ: ”اے بنی امیہ! تم غنا سے دور رہو =

«الْغِنَاءُ يُنْبِتُ النَّفَاقَ فِي الْقَلْبِ»^[1] (غنا دل میں نفاق کو اُگاتا ہے)

مکحول رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: ”جو شخص اس حالت میں مرے کہ اُس کے پاس کوئی گانے والی = کیونکہ غنا شہوت کو بڑھاتا اور آدمیت کی بنیاد کو ڈھاتا ہے۔ یہ شراب کا قائم مقام ہے اور نشہ کا سائل کرتا ہے۔“ [ذکرہ ابن القیم فی اغاثۃ اللہفان ص 318] امام ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”غنا حد اعتدال سے خارج کر دیتا ہے اور عقل میں تغیر لاتا ہے۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ: جب انسان طرب و نشاط میں آتا ہے تو باوجود صحت و ہوش و حواس کے ایسی حرکتیں کر گزرتا ہے جو بڑی معلوم ہوتی ہیں مثلاً سر ہلانا، تالی بجانا، زمین پر پاؤں پکھلانا وغیرہ جو کہ رکیک عقل والے کرتے ہیں اور راگ ایسی حرکتوں کا باعث ہوتا ہے۔ الخ۔“ ابو عبد اللہ بن ابی العکبر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: ”مجھ سے ایک شخص نے غنا سننے کی نسبت پوچھا۔ میں نے اُس کو منع کیا اور بتایا کہ علماء غنا کو بُرا سمجھتے ہیں اور بے وقوف لوگ اُسے اچھا جانتے ہیں۔ ایک گروہ جن کو صوفیہ کہتے ہیں اس حرکت کے مرتکب ہیں۔ اہل تحقیق نے اُن کا نام احمق بُرے لوگ، پست ہمت اور بدعت کے طریقوں پر چلنے والے رکھا ہے۔ یہ لوگ زُہد کا اظہار کرتے ہیں اور اُن کی سب باتیں تیرہ دلی کی ہیں۔ یہ امید و بیم سے آزاد ہو کر شوق و محبت کا جھونکا دعویٰ کرتے ہیں۔ نامردوں اور عورتوں کا گانا سن کر طرب میں آتے ہیں تالیاں بجاتے ہیں بیہوش اور مردہ بن جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اُن کا یہ حال اللہ تعالیٰ کی شدت محبت اور کثرت شوق میں ہو گیا ہے، نعوذ باللہ۔“

اور امام ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”غنا میں بعض خصوصیات پوشیدہ ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ غنا دل کو لہو میں مشغول کرتا ہے اُس کو فہم قرآن اور اُس پر تدبر کرنے نیز اُس پر عمل کرنے سے روکتا ہے۔ قرآن اور غنا ایک دل میں ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ قرآن اتباعِ نفس سے روک کر شائستگی، وقار اور عفت کا حکم دیتا ہے۔ اس کے برخلاف غنا اُن باتوں کا حکم دیتا ہے جو اس کے خلاف ہیں اُن کی تمسین کرتا ہے اور نفوس کو شہوات کی جانب مائل کرتا ہے۔ بعض عارفین کا قول ہے کہ سماع کسی قوم میں نفاق، عناد، تکذیب، مجور، غیر محرم صورتوں سے عشق اور فواحش کو پسندیدہ بنا دیتا ہے۔ قرآن کو دل پر اس طرح بھاری اور بوجھل کر دیتا ہے کہ اُس کی تلاوت اور اُس کے سننے سے کراہت پیدا ہوتی ہے۔ اس بات کا راز یہ ہے کہ بیشک غنا شیطان کا قرآن ہے۔ چنانچہ غنا اور حُرْمَن کا قرآن ایک دل میں کس طرح جمع ہو سکتے ہیں؟“ [مزید اقوال اور تفصیلات کے لئے تجنیس تدلیس ص 302-306] عون المعبود 4/435-436 اور اغاثۃ اللہفان ص 321-322 وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں]

[1] اس حدیث کو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ سے مرفوعاً بھی روایت کیا ہے جس کی تخریج امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے اپنی ”سنن“ [مع عون المعبود 4/435] میں امام بیہقی رحمہ اللہ نے ”سنن الکبریٰ“ =

[10/223] میں اور امام ابی الدین رحمہ اللہ نے ”ذم الملاھی“ [حدیث: 12، 13] میں مرفوعاً و موقوفاً ہر دو طرح کی ہے۔ اس حدیث کے متعلق علامہ سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”امام دیلمی رحمہ اللہ نے اس کی تخریج بطریق مسلمة بن علی حدثنا عمرو مولی غفرة عن انس مرفوعاً اس طرح کی ہے: ”الغناء یورث النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقل، والذی نفسی بیده ان القرآن والذکر لیبتان الایمان فی القلب کما ینبت الماء العشب۔“ امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی تخریج کی نسبت امام بیہقی اور امام ابوداؤد رحمہما اللہ کی طرف کی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں: ”امام بیہقی رحمہ اللہ نے بھی اس کی روایت موقوفاً کی ہے اور اس باب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایک حدیث مروی ہے جس کی روایت ابن عدی رحمہ اللہ نے کی ہے۔“ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی تخریج امام دیلمی رحمہ اللہ نے بھی ان الفاظ کے ساتھ کی ہے: ”حب الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء العشب۔“ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے ”الجامع الصغیر“ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث کے ”ضعف“ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ امام سیوطی رحمہ اللہ نے یہ حدیث اس طرح بھی روایت کی ہے: ”الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء الزرع۔“ اس کی تخریج امام بیہقی رحمہ اللہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے کی ہے لیکن امام سیوطی رحمہ اللہ نے اس روایت کے ”ضعف“ کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ علامہ مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور امام دیلمی رحمہ اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے اس کی روایت کی ہے۔“ امام ابن القطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”یہ ضعیف ہے۔“ امام نووی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: ”یہ صحیح نہیں ہے۔“

امام زُرّشی رحمہ اللہ نے اُن کے قول کی توفیر کی ہے۔ امام زین الدین عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”اس کو مرفوعاً روایت کرنا غیر صحیح ہے کیونکہ اس کی اسناد میں ایسے راوی موجود ہیں جن کے نام تک معلوم نہیں ہیں۔“ علامہ مناوی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ: ”اس کی اسناد میں راوی علی بن حماد ہے جسے امام دارقطنی رحمہ اللہ نے متروک بتایا ہے۔“ اس کا ایک دوسرا راوی عبد اللہ بن عبد العزیز بن ابی رواد ہے جس کے متعلق امام ابوحاتم رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: ”اس کی احادیث منکر ہوتی ہیں اور ابن جنید کا قول ہے کہ: وہ ایک کوزی کے برابر بھی نہیں ہے۔“ اس کا تیسرا راوی ابن طہمان یعنی ابراہیم بن طہمان مختلف قیہ ہے۔“ علامہ عبد القادر احمد عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کا مرفوعاً کے مقابلہ میں موقوفاً روایت کرنا زیادہ صحیح ہے۔“ علامہ ابن حصری رحمہ اللہ نے ”امالی“ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کی تخریج قدرے مختلف الفاظ کے ساتھ یوں کی ہے: ”ایاکم و سماع المعازف و الغناء، فانھما ینبتان النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقل۔“ علامہ محمد اسماعیل عجّو فی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”ابن الغریس رحمہ اللہ کا قول ہے =

(لونڈی) ہو تو اُس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔“

معمرحمہ اللہ کا قول ہے کہ: ”اگر کوئی شخص سماع کے متعلق اہل مدینہ کے قول کو اپنائے، متعہ اور صرف کے متعلق اہل مکہ کے قول کو قبول کرے اور نشہ آور چیزوں کے متعلق اہل کوفہ کے قول کو دلیل بنائے تو یقیناً وہ اللہ کے بندوں میں سے بدترین بندہ بن جائے گا۔“¹¹

جب مالک بن انس رحمہ اللہ سے اہل مدینہ کے نزدیک غنا کی رخصت کے متعلق پوچھا گیا تو

= کہ: ابو حامد الغزالی رحمہ اللہ نے اسے فضیل بن عیاض کی طرف منسوب کیا ہے۔“ امام ابن قیم رحمہ اللہ ”اغاثۃ اللہفان“ میں فرماتے ہیں: ”اس حدیث کی روایت امام ابن ابی الدین رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ’ذم الملاہی‘ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کی ہے لیکن اس کا موقوفاً روایت کرنا زیادہ صحیح ہے۔“ مزید تفصیلات کے لئے سنن ابی داؤد مع عون المعبود 4/435-436 و کتاب الأدب والزہد ص 254 و ذم الملاہی لابن ابی الدین حدیث: 12/13 و الجامع الصغیر للسيوطی حدیث: 5809، 5810 و الجامع الکبیر حدیث: 11383، 11384 و الدرر المنشرہ حدیث: 307 و التذکرۃ فی الأحادیث المشہورۃ للزرکشی ص 62 و کف الرعاع لابن حجر ص 270 و تلخیص الحیبر لابن حجر 4/199 و اللماز علی الغماز للسمہودی ص 154-155 و المقاصد الحسنۃ ص 296 و تمیز الطیب ص 126 و الاسرار المرفوعۃ ص 164 و کشف الخفاء 2/103-104 و فیض القدیر للمناوی 4/413 و الفوائد المجموعۃ للشوکانی ص 254 و نیل الأوطار 5/295 و احیاء علوم الدین للغزالی 2/283 و تجنیس تدلیس ص 303 و هذا حلال و هذا حرام للعطاء ص 204 و أسنی المطالب ص 211 و ضعیف الجامع الصغیر للألبانی حدیث: 3940، 3941 و تخریج مشکاة المصابیح للألبانی حدیث: 4810 و سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ و الموضوعۃ للألبانی حدیث: 2430 و اغاثۃ اللہفان ص 319 و غیرہ کی طرف رجوع فرمائیں]

11) عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمہما اللہ بیان کرتے ہیں کہ: ”میں نے اپنے والد کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: امام قحطان رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ: اگر کوئی شخص ہر رخصت پر عمل کرنے لگے، یعنی نبیذ کے بارے میں اہل کوفہ کی رخصت پر سماع کے بارے میں اہل مدینہ کی رخصت پر اور متعہ کے بارے میں اہل مکہ کی رخصت پر تو یقیناً وہ فاسق ہو جائے گا۔“ اسی طرح سلیمان التیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”اگر تو تمام دنیا کی رخصت یا الغرض کو اپنانے لگے تو تیرے اندر تمام شر جمع ہو جائے گا۔“ [کذا فی اغاثۃ اللہفان ص 305 و عون المعبود 4/437]

آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: ”ہمارے نزدیک یہ فاستقوں کا فعل ہے۔“^[10]

ابراہیم بن المنذر الخزازی رحمہ اللہ سے بھی غنا کے متعلق ایسا ہی منقول ہے۔

لہذا غنا ہر حال میں مکروہ اور دین داروں کی شان سے خارج ہے۔ مساجد میں اس کا اہتمام کرنا قطعاً ناجائز ہے۔^[12] کیونکہ مساجد ان مقاصد کے لئے ہرگز نہیں بنائی جاتیں بلکہ اُن کی سیانت اور وقار کا تحفظ ہر مسلمان پر واجب ہے۔ لہذا جو چیز فاستقوں کا شعار ہے اور نفاق کو اُگانے والی ہے وہ مساجد میں کس طرح جائز ہو سکتی ہے؟

جہاں تک ”دف“ کے بجانے کا تعلق ہے تو وہ اس بارے میں سب سے سہل ترین چیز ہے۔ نبی ﷺ نے نکاح کے موقع پر اس کے بجانے کا حکم دیا ہے۔^[13] نکاح کے علاوہ بعض دوسرے مواقع مثلاً عید اور اعلان جنگ وغیرہ کے لئے بھی اس کی رخصت ہے۔ میرے نزدیک اس کی تحریم واضح نہیں ہے

[1] ارواہ الخلال فی الأمر بالمعروف ص 17 و کذا فی علل أحمد 1/238 و الکافی لابن عبد البر 2/205 و اغاثة اللہفان ص 299 و عون المعبود 4/437
[2] کذا فی تحفة الأحوذی 2/170

[3] یہاں اُس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اعلنوا هذا النکاح واجعلوه فی المساجد واضربوا علیہ بالدف“۔ [جامع الترمذی مع التحفة 2/170] (نکاح کا اعلان کرو اُس کو مساجد میں منعقد کرو اور اُس موقع پر دف بجاؤ) لیکن اس حدیث کے متعلق خود امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”یہ حدیث حسن غریب ہے“۔ اس کی اسناد میں راوی عیسیٰ بن میمون ضعیف ہے۔ اس کے راویوں پر جرح اور تضعیف حدیث کی تفصیل کے لئے راقم کے مضمون ”شادی بیاہ کی تقریبات کے ضمن میں ایک اصلاحی تحریک کا جائزہ“ نیز الالبانیات میں سے صحیح ابن ماجہ [حدیث: 1537]، ضعیف ابن ماجہ [حدیث: 416]، ضعیف سنن الترمذی [ص 123]، الادواء الغلیل [حدیث: 1993]، آداب الزفاف [ص 111] اور ضعیف الجامع الصغیر [حدیث: 966] وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔ نکاح اور ولیمہ کے موقعوں پر دف بجانے کی رخصت بعض اور کتب احادیث میں بھی مروی ہے، مثلاً صحیح البخاری مع الفتح 9/202، جامع الترمذی مع التحفة 2/170، سنن النسائی مع التعليقات 2/80، سنن ابن ماجہ کتاب النکاح باب =

بجز اس کے کہ اُس کا بجانے والا اگر مرد ہے تو وہ عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے اور اگر کوئی مرد کسی بھی طرح عورتوں کی مشابہت اختیار کرے تو اُس کے لئے ایسا کرنا حرام ہے۔¹¹ ایسا ہی طرح اگر دف میت کے قریب بجایا جائے تو بھی حرام ہے کیونکہ یہ قضائے الہی کے ساتھ غصہ و غضب اور اُس کے ساتھ جنگ کا اظہار ہے۔ اگر دف کا بجانا ان دونوں قباحتوں سے پاک ہو تو مجھے کسی بھی حال میں اُس کے بجانے میں کوئی حرام چیز نظر نہیں آتی۔

لیکن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب دفوں کو پھاڑ دیا کرتے تھے اور اس معاملہ میں بہت تشدد رویہ رکھتے تھے۔¹²

امام احمد رحمہ اللہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب کے اس شدید رویہ کا تذکرہ کیا ہے لیکن خود اس فعل کی موافقت میں نہیں گئے ہیں¹³ کیونکہ سنت میں اس کی رخصت وارد ہے جو کہ اُلَاقِ اتباع ہے۔

رسول ﷺ کے ایک صحابی عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کسی عید کے موقع پر ’انبسار‘ نامی مقام پر موجود تھے ان سے مروی ہے کہ: ’کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ ’تقلیس‘ کرتے ہیں؟ وہ عہد رسالت

= 21؛ مسند أحمد 3/418/4، 77؛ مسند الطیالسی حدیث: 1221؛ سنن الکبریٰ للبیہقی 7/290؛ مجمع الزوائد للہیثمی 4/288؛ و ذکرہ ابن قدامة المقدسی فی المغنی 6/538 وغیرہ۔

[1] کذا فی تحفة الأحوذی للمبار کفوری 2/170

[2] امام ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’تاہمین کی ایک جماعت دفوں کو توڑ دیا کرتی تھی حالانکہ اُس وقت ایسے دف نہ تھے جیسے آج کل ہیں۔ حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: رسولوں کی سنت میں سے دف کسی چیز میں داخل نہیں ہے۔ ابو عبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ کا قول ہے: صوفیہ میں سے جودف کو جائز رکھتے ہیں اور اُس پر رسول اللہ ﷺ سے دلیل لاتے ہیں وہ خطا پر ہیں کیونکہ ہمارے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ نکاح کا اعلان ہو۔ سب میں اُس کا شور مچ جائے اور لوگوں میں اُس کا چرچا ہونے لگے۔‘ [تجنیس تدلیس ص 308

[3] مسائل امام أحمد بروایة ابن ہانیء النیسابوری، رحمہ اللہ، بتحقیق زہیر الشاویش 2/174، طبع المکتب الاسلامی بدمشق.

میں بھی اسی طرح ”تقلیس“ کیا کرتے تھے۔“

زید بن ہارون رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”تقلیس“ کا معنی دف بجانا ہے۔“

اسی طرح انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ”جب نبی ﷺ کا گزرقبیلہ بنی نجار کے پاس سے ہوا تو وہاں قبیلہ کی عورتیں دف بجا کر یہ اشعار پڑھ رہی تھیں:

نحن جوارٍ من بنی النجار وحبذا محمد من جار

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ:

((اللہ یعلم انی احبکم)) ”اللہ جانتا ہے کہ میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔“^[1]

ایک اور حدیث میں مروی ہے کہ: ”ایک عورت نے نبی ﷺ سے عرض کی کہ میں نے یہ نذرمانی

[1] اس کی تخریج امام حاکم رحمہ اللہ نے بطریق اسحاق بن ابی طلحة عن انس رضی اللہ عنہ بہ کی ہے، جب کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس کی روایت بریدہ رضی اللہ عنہ سے کی ہے اور اس پر ”حسن صحیح غریب“ ہونے کا حکم لگایا ہے۔ [تفصیل کے لئے فتح الباری لابن حجر 7/261-262 اور تخریج مشکاة المصابیح للالبانی حدیث: 6039، وغیرہ کی طرف مراجعت مفید ہوگی] اسی سلسلہ کی ایک اور حدیث میں مروی ہے کہ: ”جب نبی ﷺ نے مدینہ منورہ میں قدم رکھا تو وہاں کے بچے بچیاں اور عورتیں یہ اشعار پڑھ رہی تھیں: طلوع البدر علینا، من سنیاں الوداع ---- و جب الشکر علینا، مادعا اللہ۔“ ابو حامد الغزالی رحمہ اللہ اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ: ”عورتیں اور لڑکیاں ان اشعار کو خوش الحانی کے ساتھ گارہی تھیں اور ساتھ میں دف بھی بجا رہی تھیں“، لیکن میں کہتا ہوں کہ اس واقعہ کی کوئی اصل نہیں ہے۔ یہ روایت فی نفسہ ”ضعیف“ بلکہ امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے الفاظ میں ”معضل“ ہے۔ امام ابوسعید رحمہ اللہ نے ”شرف المصطفیٰ“ میں ’ابو الحسن الخلیمی رحمہ اللہ نے ”فوائد“ [2/59] میں اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے ”دلائل النبوة“ [2/233] میں اس کی تخریج کی ہے۔ امام عراقی رحمہ اللہ نے ”تخریج الاحیاء“ [2/244] میں امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے ”بدایہ والنہایہ“ [5/23] میں امام ابن الجوزی رحمہ اللہ نے ”تلیس ابلیس“ [بتحقیق خیر الدین وانسی ص 251] میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ”احادیث القصاص“ [ص 63-64] میں امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ”فتح الباری“ [7/261-262] میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ”زاد المعاد“ =

کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو (غزوہ میں) سلامت رکھا تو (واپسی پر) میں آپ کے استقبال میں دف بجاؤں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اگر تو نے یہ نذر مانی تھی تو ایسا کر لے ورنہ نہیں۔“¹¹

حدیث میں یہ یا اس سے ملتے جلتے الفاظ مروی ہیں۔

فی الجملہ رسول اللہ ﷺ نے اگرچہ دف بجانے والے کے لئے اس کی رخصت فرمائی ہے لیکن ہماری قطعی رائے یہی ہے کہ یہ بھی لہو و لعب ہی ہے۔ لہذا جو شخص اس کو دین بنا لے یا اسے اور قوالی یا گانا سننے کو اللہ سبحانہ کے تقرب اور اُس تک رسائی کا ذریعہ سمجھے تو وہ ہرگز اس دھوکہ میں نہ رہے کہ ان چیزوں کے ذریعہ وہ کبھی اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کر سکتا ہے بلکہ حق تو یہ ہے کہ وہ ان باتوں سے اللہ سبحانہ کے غضب اور اُس کی نفرت و کراہت ہی کو دعوت دیتا ہے۔

اگر اس محفل سماع میں عورتیں اور خو برولڑکے موجود ہوں (جیسا کہ عموماً ہوتا ہے) اور حاضرین انہیں دیکھتے بھی ہوں¹² تو بلاشبہ ان کا دین سلب ہو جاتا ہے۔ نتیجتاً اُن کے دل فتنہ سے لبریز ہو جاتے ہیں۔ اس طرح سماع اور قوالی کی محفلوں میں اللہ تعالیٰ کے اُس حکم کی خلاف ورزی بھی ہوتی

= [3/13] میں علامہ خضریٰ رحمہ اللہ نے ”نور الیقین“ [ص 86] میں اور علامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ نے ”سلسلة الأحادیث الضعيفة والموضوعة“ [2/63] میں اس کو وارد کیا ہے۔ حافظ عراقی رحمہ اللہ ”تخریج الأحياء“ میں تصریحاً لکھتے ہیں کہ: ”ولیس فیہ ذکر للدف والالحن، كما أورده الغزالي“

[1] اس حدیث کی روایت امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی ”صحیح“ میں، امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے اپنی ”سنن“ [مع عون المعبود 3/235] میں، امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی ”جامع“ [مع تحفة الأحوذی 4/316-317] میں اور امام أحمد رحمہ اللہ نے اپنی ”مسند“ [5/353، 356] میں کی ہے۔ امام ابن القطان رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: ”میرے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کے ضعف کا سبب راوی علی بن حسین بن واقد ہے۔“ لیکن واضح رہے کہ امام ابو داؤد رحمہ اللہ کی سند میں مذکورہ راوی موجود نہیں ہے۔

[2] امام ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”ابو عبد الرحمن السلمی نے ایک کتاب موسوم بہ ”سنن الصوفیة“ =

ہے، جس میں فرمایا گیا ہے کہ:

﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَعْضُوا مِنْ أَيْمَانِهِمْ﴾

”اور آپ مؤمنوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔“ (النور: 30)

= تصنیف کی ہے اور کتاب کے آخر میں اس عنوان کا ایک باب باندھا ہے: ”باب اُن چیزوں کے بیان میں جن کے لئے صوفیہ کے نزدیک رخصت ہے“ اور اس باب میں قصہ غنا اور اچھی صورت کا دیکھنا بیان کیا ہے۔ [تجنیس تدلیس ص 334] امام ابن الجوزی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ: ”ہمارے شیخ محمد بن ناصر الحافظ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ابن طاہر المقدسی نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس میں مردوں کو دیکھنے کا جواز لکھا ہے لیکن مصنف (یعنی امام ابن الجوزی) رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: جس شخص کی شہوت مرد کی طرف دیکھنے سے حرکت میں آئے تو اُس کو دیکھنا حرام ہے اور جب کوئی انسان یہ دعویٰ کرے کہ خوبصورت مرد کو دیکھنے سے اُس کی شہوت میں جوش نہیں آتا تو وہ جھوٹا ہے۔“ [المصدر السابق ص 335] مزید فرماتے ہیں کہ: ”ابو الطیب الطبری رحمہ اللہ نے ہم سے یہ بیان کیا ہے کہ مجھے اُس قوم کے متعلق جو راگ سنتی ہے، یہ خبر ملی ہے کہ یہ لوگ سماع کے ساتھ مرد کی طرف نظر کرنے کو بھی ضروری خیال کرتے ہیں اور بسا اوقات مرد کو زیورات اور رنگین کپڑوں اور زریں لباس سے آراستہ و پیراستہ بھی کرتے ہیں اور یہ گمان رکھتے ہیں کہ یہ حرکت عین ایمان ہے۔ مرد کو دیکھنے سے عبرت حاصل ہوتی ہے اور اس نظر سے صنعت سے صالح پر استدلال لانا مقصود ہوتا ہے۔ حالانکہ ان باتوں سے حد درجہ نفسانی خواہش کا بندہ ہونا، عقل کو فریب دینا اور علم کی خلاف ورزی کرنا معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفْلا تَنْبَصُرُوْنَ﴾ [الذاریات: 21] ”اللہ تعالیٰ کی آیتیں خود تمہاری ذاتوں میں موجود ہیں کیا تمہیں نظر نہیں آتا۔“ اور فرمایا ہے: ﴿اَفْلا يَنْظُرُوْنَ اِلٰى الْاِبْلِ كَيْفَ خَلِقَتْ﴾ [الغاشیة: 17] ”کیا اونٹ کی طرف نظر نہیں کرتے کہ کس طور پر پیدا کیا گیا ہے۔“ اور مزید فرمایا: ﴿اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ [الأعراف: 185] ”کیا زمین و آسمان کی کائنات پر غور نہیں کرتے۔“ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں سے عبرت حاصل کرنے کا حکم دیا تھا، ان کو چھوڑ کر یہ لوگ اس چیز میں پڑ گئے جس سے اُس نے منع فرمایا ہے اور اصل یہ ہے کہ اس گروہ کے لوگ فقط عمدہ عمدہ غذائیں اور لذت کھانے کھا کھا کر مذکورہ حرکتیں کرتے ہیں۔ جب غذاؤں سے اُن کا جی خوب بھر جاتا ہے تو وہ ناچ اور راگ اور خوبصورت مردوں کو دیکھنے کی خواہشوں میں پڑ جاتے ہیں۔“ [تجنیس تدلیس

www.KitaboSunnat.com

ص 337-338]

قرآن کریم کی یہ آیت توالیوں اور توالی سننے والوں کی غلطی اور اُن کی اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی صریح خلاف ورزی پر دلالت کرتی ہے۔ اسی آیت کے آگے یہ ارشاد بھی ہوتا ہے:

﴿وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ﴾

”اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔“ (النور: 30)

لیکن جو شخص پہلے حکم ربانی کی مخالفت کا ارتکاب کرے، اُس کے لئے دوسرے حکم کی عملاً خلاف ورزی عین ممکن ہو جاتی ہے۔ لہذا یہ امور انسانوں کے لئے تذکیرہ نفس کا باعث کیوں کر ہو سکتے ہیں؟ جو شخص ان برائیوں میں مبتلا ہو چکا ہو، اُس کے لئے راہ نجات صرف یہ ہے کہ:

﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾

”اور اے مومنو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو، تاکہ تم فلاح پا سکو۔“ (النور: 31)

اس نظر میں جو خطرات اور مضرات پوشیدہ ہیں، اُن کے پیش نظر بعض تابعین نے فرمایا ہے کہ: ”میں کسی نو عمر زاہد کے متعلق جس کے پاس امر دلائل کا بیٹھتا ہو، سات گنا زیادہ ڈرتا ہوں۔“ ابوہل رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: ”اس اُمت میں ایک ایسی قوم ہوگی جو لاطون کہلائے گی۔ اُن کی تین قسمیں ہوں گی، ایک وہ جو نظر کے ذریعہ اس کی مرتکب ہوگی، دوسری وہ جو مصافحہ کے ذریعہ اور تیسری وہ جو بالفعل اس بدکاری میں مبتلا ہوگی۔“ اور حسن بن ذکوان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”اولادِ اغنیاء کو اپنے پاس نہ بٹھاؤ کیونکہ ان کی شکل عورتوں کی صورت جیسی ہوتی ہے اور وہ کنواری دوشیزاؤں سے زیادہ شدید تر فتنہ ہیں۔“^[1]

[1] امام ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”شریعت میں مردوں کے ساتھ ہم نشینی کی ممانعت آئی ہے اور علماء نے اس سے بچنے کے لئے ہدایت دتا کہ کفر مانی ہے۔“ ”انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: تم شہزادوں کے پاس نہ بیٹھو کیونکہ اُن کا فتنہ دوشیزہ لڑکیوں کے فتنہ سے بھی زیادہ سخت ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔ جب عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو اُن میں ایک روشن چہرہ والا امر دلائل کا بھی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اُس کو اپنی بخت مبارک کے پیچھے بٹھایا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص کسی امر دلائل کے کو نظر جما کر دیکھے۔“ ”مردوں کی ہم نشینی =

لہذا کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اپنی مرضی، خیال اور خواہش کے مطابق جس چیز کو بہتر لگمان کرے اُسے اپنا دین بنا لے، یا اُسے صلاہت دین اور قوت ایمان تصور کرنے لگے۔ کیونکہ جو

= اور اُن کی طرف بغرض تلذذ دیکھنے سے احتراز کرنے کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کے علاوہ بعض اسلاف اُمت سے بھی انتہائی شدید تر اقوال منقول ہیں جن میں سے چند عبرت کے لئے یہاں درج کئے جاتے ہیں: ”عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: مجھ کو کسی عالم پر ایذا، رساں درندے کا بھی اس قدر خوف نہیں ہے جتنا کہ امر د لڑکے کی طرف سے ڈر ہے۔ عبد العزیز ابن ابی السائب نے اپنے والد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ: میں ایک عابد شخص پر ایک مرد لڑکے کے بارے میں ستر کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ ڈرتا ہوں۔ ابویٰ روزباری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ میں نے جنید رحمہ اللہ سے سنا ہے کہتے تھے کہ: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے پاس ایک شخص آیا۔ اُس کے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا بھی تھا۔ آپ نے پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ میرا بیٹا ہے۔ کہنے لگے کہ اب دوبارہ اس کو اپنے ہمراہ نہ لانا۔..... حسن بزا رحمہ اللہ کی نسبت سنا ہے کہ وہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے پاس آئے اور اُن کے ساتھ ایک خوبصورت امر د لڑکا تھا۔ اُن سے باتیں کیں جب اٹھ کر جانے لگے تو ابو عبد اللہ (امام احمد رحمہ اللہ) نے اُن سے کہا: اے ابویٰ! اس لڑکے کے ساتھ کسی راستہ میں نہ چلا کرو۔ کہنے لگے: یہ تو میرا بھانجا ہے۔ جواب دیا کہ: خواہ بھانجا ہی ہوتا کہ لوگ تمہارے بارے میں بدگمانی سے ہلاک نہ ہوں۔ شجاع بن مخلد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بشر بن حارث رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ: ان نوعروں سے پرہیز کرو۔ فجع موصلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: میں تیس مشائخ سے ملا ہوں جو ابدال شمار کئے جاتے تھے۔ اُن میں سے ہر شیخ نے مجھ کو رخصت ہوتے وقت یہ وصیت کی کہ نوجوانوں کی ہم نشینی سے بچتے رہنا۔..... ابو منصور عبد القادر بن طاہر رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: جو شخص نوجوانوں سے صحبت رکھے گا مکروہات میں پڑ جائے گا۔ سلام رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم سے ابو عبد الرحمن السلمی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ: منظر قرقمسی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: جو کوئی بشر ط سلامت و نصیحت نوجوانوں سے صحبت رکھے گا تو بلا میں گرفتار ہو جائے گا۔ پھر اُس شخص کا کیا پوچھنا جو کہ بغیر شرط سلامت اُن سے صحبت رکھے۔..... امام سفیان الثوری رحمہ اللہ کسی امر د کو اپنے پاس نہیں بیٹھتے دیتے تھے۔..... ابو اسامہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ: ہم ایک شیخ کے پاس تھے جو حدیث بیان کرتے تھے۔ اُن کے پاس ایک لڑکا رہ گیا جو کہ اُن کو حدیث سنانا تھا۔ میں نے اٹھنا چاہا تو انہوں نے میرا دامن پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ ٹھہرو! اس لڑکے کو فارغ ہو جانے دو۔ آپ نے اُس لڑکے کے ساتھ خلوت میں رہنا ناپسند کیا۔..... (امام ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: نوجوانوں کی صحبت اہلیس کا بڑا مضبوط جال ہے جس سے وہ صوفیوں کو شکار کرتا ہے۔ ابو عبد الرحمن السلمی رحمہ اللہ نے ہم سے نقل کیا کہ: میں نے ابو بکر الرازی رحمہ اللہ سے سنا کہ یوسف بن حسین رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے خلقت کی آفات پر غور =

حدود اللہ کی مخالفت کرے اور ایسی صورتوں کی طرف نظر کرے جن کی طرف دیکھنا از روئے شریعت اُس پر حرام کیا گیا ہے تو اُس سے عصمت رخصت ہو جاتی ہے، پھر وہ نفس کی اتباع اور وکالت کرنے لگتا ہے۔ کوئی ذی ہوش اور دانا شخص ایسا کیسے کر سکتا ہے؟

یہ بات بھی معروف ہے کہ داود علیہ السلام نوع بشر میں نہایت عبادت گزار اور اللہ تعالیٰ کے نبیوں میں سے ایک برگزیدہ نبی تھے۔ اُن کے پاس آسمانی خبریں آتی تھیں اور اُن کے پاس وحی لانے میں ملائکہ ایک دوسرے پر سبقت لیجانے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ مگر ان تمام صفات کے باوجود وہ صرف ایک (عورت کی طرف) نظر کرنے کے سبب گنہگار ہو گئے تھے۔^[1]

= کیا تو معلوم ہو گیا کہ کہاں سے آئی ہیں۔ اور صوفیہ کی آفتیں میں نے نو جوانوں کی صحبت نا جنس کی ہم نشینی اور عورتوں کی رفاقت میں پائی ہیں۔..... ابو سعید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: اس بلاء سے صوفیہ بہت کم نجات پاتے ہیں۔“ [تجنیس تدریس ص 346-348] اسی طرح سعید بن المسیب رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: جب تم کسی کو دیکھو کہ مرد لڑکے کو نظر جما کر دیکھ رہا ہے تو اُس کو تہمت لگا دو۔..... ابن عقیل رحمہ اللہ نے کہا کہ: جو شخص یوں کہتا ہے کہ مجھ کو اچھی صورتوں کے دیکھنے سے کچھ خوف نہیں ہے تو اُس کا یہ قول بے بنیاد ہے کیونکہ شریعت کا خطاب ہر ایک کے لئے عام ہے۔ کسی کو اس سے ممتاز یا مستثنیٰ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ قرآن کریم کی آیتیں ایسے دعووں کا انکار کرتی ہیں۔..... اب جو شخص یوں کہے کہ میں اچھی صورتوں سے عبرت لیتا ہوں تو ہم اُس کو جھوٹا کہیں گے اور جو کوئی اپنے آپ کو طبیعت میں ہماری طبیعت سے ممتاز اور جدا سمجھے ہم اُس کے دعویٰ کو باطل قرار دیں گے۔ یہ باتیں صرف شیطان کا مکر و فریب ہیں جو کہ دعویٰ کرنے والوں کو دھوکہ دے رہا ہے۔ [المصدر السابق ص 335-339]

[1] میں کہتا ہوں کہ یہاں علامہ ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ سے یقیناً خطا ہوئی ہے کیونکہ اس سلسلہ میں جو تین چار روایتیں احادیث، قصص الانبیاء، تواریخ اور تفسیر کی کتب میں ملتی ہیں وہ قطعی ”موضوع“، یعنی من گھڑت، باطل اور ناقابل اعتماد ہیں۔ یہ روایات اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ نبی کی عصمت کو تار تار کر دینے کے درپے ہیں اور اصلاً ان کا ماخذ بے بنیاد اسرائیلی قصے ہیں جو ہمارے یہاں مشہور ہو گئے ہیں۔ فانا لله وانا الیہ راجعون۔ کسی اسرائیلی قصہ کے رد و قبول کے لئے با تفاق مسلمین جو شرائط مقرر کی گئی ہیں اُن میں سے ایک اہم شرط یہ ہے کہ اہل کتاب کے صرف انہی قصوں کو کوئی وقعت دی جاسکتی ہے جن کی تائید میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی صحیح اور ثابت حدیث مروی ہو۔ اس موضوع پر ایک مفصل مضمون زیر ترتیب ہے جس میں ان شاء اللہ ان روایات پر سیر حاصل بحث کی جائے گی۔ وباللہ التوفیق۔

اسی طرح بنی اسرائیل کے بعض عابد جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ستر سال زندگی صرف کی تھی، محض ایک عورت کی طرف دیکھنے سے اُس کے قندہ میں گرفتار ہو گئے تھے۔^[1]

اور برصیصا جو کہ انتہائی عابد شخص تھا، اسی نظر کے سبب ہلاک ہوا تھا۔^[2]

ان تمام مصفات کے باعث ہی نبی ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو کسی غیر عورت کی طرف بار بار دیکھنے سے منع فرمایا تھا۔ پہلی نظر پڑ جانا تو بجا اور درست ہے لیکن دوسری نظر کی اجازت نہیں ہے۔ حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں: "لا تتبع النظرة النظرة، فانها لك الأولى، وليست لك الأخرى۔"^[3]

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جو اُمت کے سرداروں میں سے تھے، دین و علم شریعت نیز معرفت حق اور حلت و حرمت کے مابین تمیز میں نہایت اعلیٰ و ارفع مقام رکھتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اُن کو اس نظر کی بار بار اجازت نہیں دی تو اے مغرور جاہل اور اپنے نفس پر ظلم کرنے والے انسان! تیرا کیا مقام ہے؟ آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں یہ صوفیاء دین کے کس مقام پر کھڑے ہیں؟

[1] اور [2] یہ تمام بنی اسرائیلی قصے ہیں جو بعد میں مسلمانوں کے درمیان مشہور ہو گئے تھے۔ برصیصا کا قصہ امام ابن الجوزی رحمہ اللہ نے بھی "تلبیس ابلیس" میں ذکر کیا ہے [ملاحظہ ہو: تجنیس تدلیس ص 345] لیکن ان تمام روایات کی صحت کا حال تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے۔

[3] یہ حدیث "حسن" ہے اور بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اس کی تخریج امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی "جامع" [مع تحفة الأحوذی 4/14] میں امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے اپنی "سنن" [مع عون المعبود 2/212] میں، امام دارمی رحمہ اللہ نے اپنی "سنن" کی کتاب الرقاق باب 3 میں، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی "مسند" [5/351، 353، 357] میں، امام حاکم رحمہ اللہ نے "مستدرک علی الصحیحین" [3/194] میں، امام بیہقی رحمہ اللہ نے "سنن الکبریٰ" [7/90] میں اور امام طحاوی رحمہ اللہ نے "شرح معانی الآثار" [2/8-9] و "مشکل الآثار" [2/352] میں کی ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ کی سند میں راوی شریک خراب حافظہ کا مالک ہے اور باقی دوسری اسناد میں راوی ابن اسحاق مدلس ہے۔

اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

«مَا تَرَكَتُ فِتْنَةً بَعْدِي أَضْرَّ عَلَى الرَّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ»

”میں نے اپنے بعد مردوں کے لئے عورتوں سے بڑھ کر مضر کوئی فتنہ نہیں چھوڑا ہے۔“^[1]

ایک اور اثر میں وارد ہے:

«إِنَّ النَّظْرَةَ سَهْمٌ مَسْمُومٌ مِنْ سِهَامِ إِبْلِيسَ»

”پیشک نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے۔“^[2]

اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

«الْغَيْبَانِ تَزْيِيَانِ، وَزِنَاهُمَا النَّظْرُ»

[1] یہ حدیث ”صحیح“ ہے اور اسامہ بن زید سے مروی ہے۔ شیخین، امام احمد بن حنبل، امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابن ماجہ رحمہم اللہ نے اس کی تخریج کی ہے۔ علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے ”المقاصد الحنة“ [ص 364] میں علامہ شیبانی الاثری رحمہ اللہ نے ”تمییز الطیب من الخبیث“ [ص 161] میں علامہ عجلونی رحمہ اللہ نے ”كشف الخفاء ومزيل الالباس“ [2/239] میں علامہ حوت البیرونی رحمہ اللہ نے ”أسنى المطالب“ [ص 268] میں اور علامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ نے ”صحیح الجامع الصغیر و زیادته“ [2/980] و ”تخریج مشکاة المصابیح“ [حدیث: 3085] وغیرہ میں اس کو وارد کیا ہے۔

[2] یہ حدیث ”انتہائی ضعیف“ ہے۔ اس کی اشاد میں ایک راوی عبد الرحمن بن اسحاق الواسطی موجود ہے جس کی تضعیف کی گئی ہے۔ اس حدیث کی روایت امام قضاوی رحمہ اللہ نے ”مسند الشہاب“ [1/21] میں اور امام حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ نے ”مستدرک علی الصحیحین“ [4/313-314] وغیرہ میں کی ہے۔ علامہ منذری رحمہ اللہ نے ”التراغیب والترہیب“ [3/63] میں اور علامہ محمد بن ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ نے ”سلسلة الأحادیث الضعیفة والموضوعة“ [3/177] وغیرہ میں اس کو وارد کیا ہے۔

”آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں اور اُن کا زنا نظر ہے۔“^[1]

جب کہ غنا کے متعلق فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کا قول ہے کہ:

«الْغِنَاءُ رُقِيَّةُ الرَّثَا» ”غنا زنا کا متر ہے۔“^[2]

چنانچہ اگر زنا کا متر اور اُس کا داعیہ دونوں ایک ساتھ جمع ہو جائیں تو اُس کے اسباب کی تکمیل ہو جاتی ہے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا قول ہے کہ:

”میرے پاس بعض ثقات جو کہ علم کا ستون ہیں، کی یہ خبر پہنچی ہے کہ معارف و موسیقی کی موجودگی، گانا سننا اور اُس کے ساتھ دلچسپی اور لگاؤ دل میں نفاق کو اُگاتا ہے، جس طرح پانی

[1] یہ حدیث ”صحیح“ ہے، اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی ”مسند“ [1/412، 2/342، 344، 372، 411، 528، 535، 536] میں اور امام طبرانی رحمہ اللہ نے ”المعجم الكبير“ میں اس کی تخریج کی ہے۔ علامہ نور الدین ہیثمی رحمہ اللہ نے ”مجمع الزوائد ومنبع الفوائد“ [6/256] میں علامہ محمد بن ناصر الدین الألبانی رحمہ اللہ نے ”صحیح الجامع الصغير وزيادته“ [2/761] و”ارواء الغليل في تخریج أحاديث منار السبيل“ [حدیث: 2370] وغیرہ میں اس کو وارد کیا ہے۔ اس مضمون کی ایک اور روایت میں ”الزنا العين النظر“ ”آنکھوں کا زنا نظر ہے۔“ کے الفاظ مروی ہیں جس کی روایت امام محمد اسماعیل البخاری رحمہ اللہ نے اپنی ”صحیح“ [مع فتح الباری 11/26، 502] اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی ”سنن“ [مع عون المعبود 2/212] میں کی ہے۔

[2] امام نووی رحمہ اللہ ”شرح مسلم“ میں فرماتے: ”یہ مشہور مثالوں میں سے ایک مثال ہے۔“ اس کا تذکرہ مختصراً صفحہ نمبر 10 پر ہو چکا ہے۔ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کے اس قول کو ابو حامد الغزالی، حکیم الترمذی، اسماعیل العجلونی، ابن الجوزی اور ملا علی القاری وغیرہم رحمہم اللہ نے بھی نقل کیا ہے۔ [تفصیل کے لئے اغاثة اللهفان ص 318، الأسرار المرفوعة ص 164، كشف الخفاء 2/106، تجنیس تدریس ص 291 اور منہیات للحکیم الترمذی مع التعليق ص 148 وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں]

گھاس کو اُگاتا ہے۔^[1]

لہذا جو شخص کل روز قیامت اپنی نجات چاہتا ہو، ائمہ ہدایت کے ساتھ مصاحبت کا خواہاں ہو، تمام مردود اور غیر شرعی راہوں پر چلنے سے محفوظ رہنے نیز ان سے سلامتی کا طلب گار ہو تو اس کے لئے کتاب اللہ (قرآن کریم) ہی کافی ہے جو کچھ کتاب اللہ میں مذکور ہے وہ اس پر عمل کرے۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی اتباع کے لئے ان کی سنت کی طرف رجوع کرے کہ وہ کن معاملات میں کس طرح عمل پیرا تھے، اپنے قول و فعل سے اپنے آپ کو اس اسوہ حسنہ سے دور نہ رکھے، اپنی عبادات اور اپنی تمام جدوجہد کو ان کے طریقہ کے مطابق انجام دے اور اپنا راستہ ان کے طریق زندگی سے جوڑ دے کیونکہ ان کا راستہ ہی صراط مستقیم ہے جس کی قرآن کریم میں اللہ سبحان و تعالیٰ نے ہمیں تعلیم فرمائی ہے۔ ہم سے اس کا مطالبہ کیا ہے اور ہماری عبادات میں سے ہر نماز کی صحت کو اپنی تعلیم فرمودہ اسی دعا پر موقوف فرمایا ہے کہ:

﴿أَهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾

”اور ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت فرما۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا ہے نہ کہ ان لوگوں کا راستہ جن پر غضب کیا گیا ہے اور نہ ہی ان لوگوں کا راستہ جو (راہ راست) سے بھٹک گئے ہیں۔“ (الفاتحہ: 6، 7)

چنانچہ جس نے اس امر میں شک کیا کہ نبی ﷺ صراط مستقیم پر تھے تو وہ دین سے خارج ہو گیا اور تمام مسلمانوں کے دائرہ سے بھی نکل گیا مگر جس نے اس بات کی تصدیق کی، اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مانا، اسلام کو اپنا دین سمجھا، محمد ﷺ کو اپنا نبی ماننے پر راضی ہوا اور اس نے اس بات کو بھی مانا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے نبی ﷺ کی اتباع کرنے کا حکم دیا ہے تو اس نے فلاح

[1] کذا فی تجنیس تدلیس ص 304 و اغاثة اللہفان ص 323 و عون المعبود 4/436
نوٹ: اس کا بھی تفصیلی تذکرہ صفحہ نمبر 10 پر ہو چکا ہے۔

پائی۔ نبی کی اتباع کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَأَتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾

”اور (نبی ﷺ) کی اتباع کرو تا کہ تم راہ راست پر آ جاؤ۔“ (الاعراف: 158)

اس آیت کے علاوہ بعض دوسری آیات میں بھی اسی بات کا حکم دیا گیا ہے۔ نبی ﷺ کا

ارشاد ہے:

«عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمُهَدِيِّينَ، تَمَسَّكُوا بِهَا
وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِدِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحَدَّثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحَدَّثَةٍ
بِدْعَةٌ، وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ»

”میرا اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء کا طریقہ اختیار کرو۔ اس کو اچھی طرح پکڑے رہو اور سختی کے ساتھ اس کو دانتوں سے جکڑے رہو۔ البتہ نئی باتوں سے بچنا، کیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔“^[1]

ایک اور ارشاد نبوی اس طرح مروی ہے:

«خَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيِي مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا»

”بہترین ہدایت محمد ﷺ کی ہدایت ہے اور اس میں نئی چیزیں بدترین باتیں ہیں۔“

لہذا حق کے اس سیدھے راستے کے ادھر ادھر دیکھنا یقیناً وبال کا باعث ہے۔ جو شخص اس صراط مستقیم سے پھر کر اللہ سبحانہ و تعالیٰ تک پہنچنا چاہے تو حق تک اس کی رسائی ناممکن ہے اور اگر وہ

[1] سنن ابی داؤد مع عون المعبود 4/330، مسند احمد 4/126، سنن ابن ماجہ

المقدمة باب: 6، سنن الدارمی المقدمة باب: 15، و كذا في الاعتصام للشاطبي

الغرناطي 1/70

اس صراطِ مستقیم سے ہٹ کر اللہ کی رضا کا طالب ہو تو اس کے لئے فقط اللہ تعالیٰ کی نفرت اور اس سے دوری ہی مقدر ہے۔ کیا اب بھی تم اس کے پر ہدایت راستہ کی طلب و جستجو نہیں کرتے؟ اور اس کے رسول ﷺ کی بہترین اتباع کو اپنے لئے مشعلِ راہ نہیں بناتے؟ جو شخص ان چیزوں کا طالب نہ ہو تو وہ جان لے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے راستہ کے سوا تمام راستے شیطانی ہیں جو رحمن کے غضب کے علاوہ کسی اور جگہ نہیں پہنچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَٰلِكُمْ وَصَّيْنَاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾

”اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو سیدھا ہے۔ سو اس راستہ پر چلو، اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ تم کو اللہ تعالیٰ نے اس کا تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم (اس راہ کی خلاف ورزی سے) احتیاط کرو۔“ (الانعام: 153)

ایک اور حدیث میں مروی ہے کہ:

”نبی ﷺ نے ایک سیدھا خط کھینچا اور فرمایا: ”یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے۔ پھر اس سیدھے خط کے ادھر ادھر مختلف خطوط کھینچے اور فرمایا کہ یہ شیطانی راستے ہیں۔ ان میں سے ہر راستہ پر ایک شیطان ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے۔ لہذا جو ان کے بلانے پر ادھر ادھر جائے تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔“ [1]

یا حدیث میں اس سے ملتے جلتے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

لہذا جان لو کہ سبیل اللہ (اللہ کے راستہ) کے ماسوا جتنی بھی راہیں ہیں وہ سب شیطانی ہیں۔ جو ان سے اپنا رشتہ جوڑے گا اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا راستہ وہ ہے جس پر کہ اس کے

[1] اس حدیث کی روایت امام احمد بن حنبل، امام نسائی اور امام دارمی وغیرہم رحمہم اللہ نے کی ہے۔ اس کی اسناد ”حسن“ درج کی ہیں اگرچہ امام حاکم رحمہم اللہ نے اس کی ”صحیح“ فرمائی ہے۔ علامہ محمد بن ناصر الدین البانی رحمہم اللہ نے ”تخریج مشکاة المصابیح“ [حدیث: 166] میں اس کو وارد کیا ہے۔

رسول ﷺ اس کے اولیاء صحابہ کرام اور سابقون الاولون قائم تھے پھر ان کے بعد اسی راستہ پر روز قیامت تک ان کی اتباع کرنے والے بہ طریقہ احسن واکمل قائم رہیں گے۔

﴿رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ﴾

”اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے۔“

(المائدہ: 119)

اور فرمایا:

﴿أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾

”اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے سے نہریں جاری

ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔“ (التوبہ: 89)

جس شخص نے اس سبیل اللہ سے اپنا رشتہ جوڑا وہ سعادت مند، خوش بخت اور بڑے نصیبوں والا ہے۔ اور جس نے اس راستہ کو چھوڑ دیا وہ باری تعالیٰ کی ان تمام نعمتوں اور رحمتوں سے محروم رہے گا۔ یہ معروف ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا راستہ کوئی پوشیدہ چیز نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی سنت، اخلاق اور سیرت وہ تمام چیزیں جن پر آپ کی عبادتوں کا انحصار تھا اور ان کی کیفیات اہل علم حضرات، ان کی اتباع و اقتداء کو محبوب رکھنے والوں، نیز ان کے منہج کو اپنا راستہ بنانے والوں کے نزدیک پوری طرح واضح اور مشہور ہیں۔

یہ بات بھی اپنی جگہ حق ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی جس کی ہدایت و سلامتی چاہے وہی ہدایت پاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُضِلِلْ فَلَنْ يَجِدَ لَهُ وَلِيًا مُرْتَدِّدًا﴾

”جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے وہی ہدایت پاتا ہے اور جس کو وہ گمراہ کر دے تو اس

کے لئے آپ کوئی راہ بتانے والا مددگار نہ پائیں گے۔‘ (الکہف: 17)

اختتام:

اللہ تعالیٰ کی بے پناہ حمد ہے کہ اس نے ہمیں اور آپ کو صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رکھا ہے۔ ہمیں اور آپ کو اپنی رحمتوں اور جنتوں کے باغات کی بشارت دی ہے جس میں ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ہمیشہ رہنا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا اجر کبھی ختم نہ ہونے والا اور بہت عظیم ہے۔

لہذا مخلوق میں سے اے مسکین آدمی، جس کے لئے جہنم اور پر نعمت جنتیں پیدا کی گئی ہیں! کتنا قابلِ غور اور کس قدر اہم معاملہ ہے کہ اگر تو غنا اور آلاتِ لہو و لعب کو سنے گا، اللہ کے حرام کردہ نفوس کی طرف دیکھے گا، مشتبہ غذا میں کھا کر ان سے اپنا پیٹ بھرے گا، رقص اور وجد سے اپنے نفس کو راضی کرے گا، اپنے پیش قیمت اور عزیز اوقات کو ان خسیس حالات میں گنوائے گا، اپنی عمر کو ایسی باتوں میں جن کی کوئی قیمت و وقعت نہیں ہے یا ان قابلِ مذمت خصال کے اکتساب میں یا اپنے مخلوق جسم کو ایسی عبادات اور ریاضتوں میں مشغول رکھ کر جن کی اللہ تعالیٰ نے ممانعت فرمائی ہے یا بظالوں کی مجلسوں اور محفلوں میں بیٹھ کر یا فاسقوں اور جاہلوں جیسے اعمال کر کے ضائع کرے گا تو تجھے حقیقت حال اس وقت معلوم ہوگی جب کہ ان سب چیزوں پر سے پردہ اٹھایا جائے گا اور قضاء کا وقت نازل ہوگا۔ اس وقت تو سابقین الاولین، علمائے حق اور عالمینِ سنت کے اجر و انعامِ بخشیم خود دیکھ کر بے حد نادم اور پر ملال ہوگا۔ اس وقت تیرا شمار حد سے تجاوز کرنے والوں، افراط و تفریط سے کام لینے والوں، حکمِ الہی کی خلاف ورزی کرنے والوں، بطل اور غافلوں کے ساتھ ہوگا۔ اس وقت تیرے قدم ڈگمگائیں گے، تیرے اوپر غم و الم کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں گے، تیرے اندر شدید پشیمانی اور ندامت ہوگی۔ اس وقت تیرے رونے اور چلانے پر کوئی رحم نہیں کھائے گا، نہ تیری شکایتوں پر کوئی کان دھرے گا، نہ کوئی تجھ سے تیری

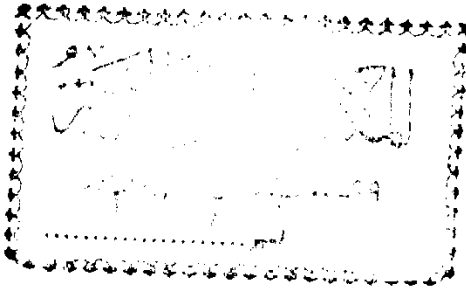
ندامت کا سبب پوچھے گا اور نہ ہی کوئی تجھے اللہ تعالیٰ کے دردناک عذاب سے نجات دلائے گا' الایہ کہ خود اللہ تعالیٰ ہی تجھ پر رحم فرمادے۔

اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو اس غفلت سے جاگنے کا ایک موقع عطا فرمایا ہے تاکہ ہم اس کی ان تمام رحمتوں سے بہرہ ور ہو سکیں جن کو اس نے ہم سب کے لئے پیدا فرمایا ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ، وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ
تَسْلِيمًا كَثِيرًا.

www.KitaboSunnat.com

W



Handwritten text in Urdu, likely a signature or a reference to a specific topic, located to the right of the decorative frame.



دارالسلام

کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

ISBN: 9960-732-30-4



9 789960 732305